بہ فیض: تاج دارِ اہلِ سُنّت مفتیِ اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ وحضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: امینِ ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

# قرآن سکھاتا ہے آدابِ حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برائے ایصال ثواب: مرحوم شیخ نبی احمد [بانی ترقی تعلیم پبلی کیشن مالیگاؤں]

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں Cell. 9325028586

سنِ اشاعت ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء...... ہدیہ: دُعاے خیر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے دور میں اہلِ سنت کا امتیازی نشان- تعظیم وتکریم اور ادب رسول- [صلی اللہ علیہ وسلم ] ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو جملہ بدمذاہب اور اہلِ حق کے جھگڑے کی جڑ ادب اور بے ادبی ہے۔ اہلِ سنت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاے کرام علیہم السلام اور صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام اور اولیاے اُمّت وعلماے ملت کے آداب اور تعظیم وتکریم کو دینِ اسلام اور ایمان کا جوہر سمجھتے ہیں، اور دیگر بدمذاہب اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے؛ بلکہ بعض بدمذاہب تو اسے -شرک وبدعت- کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ اس تصنیف میں فقیر؛ صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام کے آداب اور تعظیم وتوقیر کے مضامین عرض کرے گا تاکہ حق وباطل کا امتیاز ہو۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم. وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

## صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب واحترامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمالی خاکہ

صحابۂ کرام جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرتے تھے اس کا اظہار سیکڑوں طریقوں سے ہوتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دربارِ نبوت کے ادب وعظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیب تن کر لیتے۔

[۱] ایک صحابیہ فرماتی ہیں کہ:

جَمَعْتُ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حِینَ أَمْسَیْتُ، فَأَتَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

[سنن ابی داؤد، تفریع ابواب الطلاق، باب فی عدۃ الحامل، حدیث ۲۳۰۶، الجزء الثانی، الصفحۃ ۲۹۳، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت]

شام ہوئی تو میں نے تمام کپڑے پہن لیے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

[۲] بغیر طہارت کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے۔

مدینہ کے کسی راستہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا ہو گیا، ان کو نہانے کی ضرورت تھی؛ گوارانہ ہوا کہ اس حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئیں، اس لیے آپ کو دیکھا تو کترا گئے اور غسل کر کے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: اے ابوہریرہ! کہاں تھے؟ عرض کی میں پاک نہ تھا اس لیے آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا تھا۔

[سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب فی الجنب يصافح، حديث ۲۳۱، الجزء الاول، الصفحة ۵۹، المكتبة العصرية صيدا بيروت]

⊙ آپ کے سامنے بیٹھتے تو فرطِ ادب کی تصویر بن جاتے۔ احادیث میں اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:

كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ.

[سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الرجل يتداوى، حديث ۳۸۵۵، الجزء الرابع، الصفحة ۳، المكتبة العصرية صيدابيروت]

صحابہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیا بیٹھی ہوتی ہیں۔

⊙ گھر میں بچے پیدا ہوتے تو ادب سے ان کا نام -محمد- نہ رکھتے۔

ایک دفعہ ایک صحابی کے گھر میں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے -محمد- نام رکھا لیکن ان کی قوم نے کہا ہم نہ یہ نام رکھنے دیں گے، نہ اس کنیت سے تم کو پکاریں گے، تم اس کے متعلق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرلو۔ وہ بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا کہ: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔

[صحيح مسلم، کتاب الاستئذان [الآداب]، باب النهى عن التكنى بابى القاسم وبيان ما يستحب من الاسماء، حديث ۵۴۸۱، الصفحة ۱۰۷۴، دار الفكر بيروت]

⊙ اگر راستے میں کبھی ساتھ ہو جاتا تو ادب کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار ہونا پسند نہ کرتے۔

ایک بار حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر ہانک



رہے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوار کیوں نہیں ہو لیتے؟ لیکن اُنہوں نے اس کو بڑی بات سمجھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خچر پر سوار ہوں تاہم [تعمیل حکم کے لیے] تھوڑی دور تک سوار ہو لیے۔

[سنن النسائی، کتاب الاستعاذة، حديث ۵۴۴۷، الصفحة ۱۲۲۴، دار الفكر بيروت]

⊙ فرطِ ادب سے کسی بات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تقدم یا مسابقت گوارا نہ کرتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کے سفر میں قضائے حاجت کے لیے صحابۂ کرام سے الگ ہو گئے۔ نمازِ فجر کا وقت آ گیا تو صحابہ نے آپ کے آنے سے پیش تر ہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز شروع کر دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہنچے تو ایک رکعت نماز ہو چکی تھی، اسی لیے آپ دوسری رکعت میں شریک ہوئے۔ نماز ہو چکی تو تمام صحابۂ کرام نے اس کو بے ادبی بلکہ گناہ خیال کیا اور سب کے سب سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے، آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ: تم نے اچھا کیا۔ [سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، حديث ۱۴۹، الصفحة ۳۷، ۳۸، المكتبة العصرية صيدا بيروت]

⊙ ایک بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی نزاع چکانے کے لیے قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں گئے۔ نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا کہ نماز پڑھا دیجیے۔ وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آ کر شریکِ جماعت ہو گئے، لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے، تاہم جب لوگوں نے متصل تالیاں بجائی تو مڑ کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ انہوں نے پہلے تو خدا کا شکر ادا کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی امامت کو پسند فرمایا، پھر پیچھے ہٹ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جب میں نے حکم دیا تھا تو تم کیوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ابن ابی قحافہ کا یہ منہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔ [سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب التصفيق فى الصلاة، حديث ۹۴۰، الجزء

الاوّل، الصفحة ٢٤٧، المكتبة العصرية صيدا بيروت]

**مقدمہ:** اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں ادب اور تعظیم وتکریم کا ارشاد فرمایا ہے۔ چند آیات بطورِ نمونہ عرض ہیں:

## آیاتِ قرآن اور تعظیم وتکریم

[۱] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ . [پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱]

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ [ترجمہ کنزالایمان]

[۲] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ .

[پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲]

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے [نبی] کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ [ترجمہ کنزالایمان]

[۳] اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ . [پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۳]

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ [ترجمہ کنزالایمان]

[۴] اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ.

[پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۴]

بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

[ترجمہ کنزالایمان]

[۵] وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ .



[پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۵]

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ [ترجمہ کنزالایمان]

[۶] اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝ [پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۹،۱۰]

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ [ترجمہ کنزالایمان]

**درسِ ادب–۱:** سورۂ حجرات کی پانچ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب تعلیم فرمائے ہیں۔

آیت نمبر ایک میں بتایا گیا ہے کہ تم کسی قول یا فعل یا حکم میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیش دستی نہ کرو، مثلاً جب حضور کی مجلس میں کوئی سوال کرے تو تم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اس کا جواب نہ دو، جب کھانا حاضر ہو تو تم حضور سے پہلے کھانا شروع نہ کرو، جب حضور کسی جگہ تشریف لے جائیں تو تم بغیر کسی مصلحت کے حضور کے آگے نہ چلو۔

امام سہل بن عبداللہ تستری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ادب سکھایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تم بات نہ کرو، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں تو تم آپ کے ارشاد کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی فروگذاشت [کوتاہی] اور آپ کے احترام وتوقیر کے ضائع کرنے میں تم خدا سے ڈرو؛ خدا تمہارے قول کو سنتا اور تمہارے عمل کو جانتا ہے۔

[تفسير التستری، السورة التي يذكر فيها الحجرات، الصفحة ۲۵۳، دار الحرم للتراث القاهرة]

آیت ۲،۳/ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ۹ھ میں بنی تمیم کا ایک وفد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، انہوں نے عرض کیا کہ آپ، ہم پر کسی کو امیر مقرر فرما دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اقرع بن حابس کو امیر بنا دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ میری مخالفت کرتے ہیں۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا،نہیں اس طرح دونوں جھگڑ پڑے اوران کی آواز بلند ہوگئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

[اسباب النزول للواحدی،سورۃالحجرات،الصفحة۲۸۷،طبعه مصر]

**فائدہ:** اس آیت کے نزول کے بعد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی پست آواز سے بات کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی۔

[اسباب النزول للواحدی،سورۃالحجرات،الصفحة۲۸۸،طبعه مصر]

اور بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ: میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے گفتگو کروں گا جیسے کوئی ہم راز سے مخفی بات کرتا ہے یعنی بالکل آہستہ۔[صحیح البخاری ،کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة،باب مایکره من التعمق والتنازع والغلو فی الدین والبدع– الخ، حدیث ۷۳۰۲،الصفحة۱۸۰۳،دارابن کثیر دمشق بیروت]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: جب آیت ''لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ''نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ [جونہایت اونچی آواز والے خطیب تھے] گھر میں بیٹھ گئے اور کہا کہ میں دوزخیوں سے ہوں؛ اور وہ چندروز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا ثابت بن قیس بیمار ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میرے علم میں انہیں کوئی بیماری نہیں۔ اس کے بعد حضرت سعد نے حضرت ثابت بن قیس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا ذکر کیا۔ حضرت ثابت بن قیس نے کہا: تمہیں معلوم ہے میں بلند آواز ہوں اور آیت مذکورہ نازل ہوئی ہے اس کی رُو سے میں تو دوزخیوں سے ہوں، حضرت سعد نے ثابت بن قیس کا نظریہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیا۔ آپ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم] نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ جنتی لوگوں میں سے ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مخافة المؤمن أن یحبط عمله، حدیث ۲۱۵، الصفحة۷۸، دارالفکر بیروت]



[یہ ''علم غیب'' ہے، اس کی تفصیل فقیر کی کتاب ''عقائد صحابہ'' باب علم الغیب فی ذکر ثابت بن قیس میں پڑھیں]

**فائدہ:** آیت مذکورہ کے حکم کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اونچا بولنا اتنا سخت جرم اور گناہ تھا کہ اس سے تمام اعمال اور نیکیاں ضائع ہو جائیں۔

**درسِ ادب-۲:** اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقِ ادب ایسا پسند آیا کہ ان کی مدح میں چوتھی آیت نازل فرمائی اور انہیں متقی ہونے کی سند عطا فرمائی اور قیامت میں انہیں اجرِ عظیم اور مغفرت کی بشارت سے نوازا۔

**انتباہ:** جولوگ صحابۂ کرام بالخصوص اصحابِ ثلاثہ [رضی اللہ تعالیٰ عنہم] کے ایمان وتقویٰ میں شک کرتے ہیں وہ اپنے ایمان وخاتمہ کی خیر منائیں؛ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے ایمان وتقویٰ پر مہر ثبت فرمائی ہے، اور یہ لوگ انہیں بُرا بھلا کہہ کر اپنا انجام برباد کر رہے ہیں۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حجروں سے باہر یا محمد یا محمد [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم] پکارا؛ اس پر پانچویں آیت نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا ہے کہ: اس طرح پکارنا سوئے ادب ہے، ایسی جرأت وہ لوگ کرتے ہیں جن کو عقل نہیں۔ حُسنِ اَدب اور تعظیمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اس میں تھی کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درِ دولت پر بیٹھ جاتے اور انتظار کرتے، یہاں تک کہ حضور خود باہر تشریف لاتے۔ اس طرح کا حسنِ ادب ان کے لیے مُوجِبِ ثواب تھا، جیسا کہ پانچویں آیت میں ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

[پارہ۱۸، سورۃ النور، آیت ۶۳]

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ [ترجمہ کنز الایمان]

اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ: تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر [یا محمد یا محمد] نہ پکارا کرو جیسا ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو، بلکہ حضور کو ادب سے یوں پکارا کرو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا خیر خلق اللہ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم] اس کا مزید بیان پہلے آ چکا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ [پارہ۱،سورۃ البقرۃ،آیت۱۰۴]

اے ایمان والو رَاعِنَا نہ کہواور یوں عرض کروکہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنواور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ [ترجمہ کنزالایمان]

**درسِ ادب-۳:** جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے تو مسلمان عرض کیا کرتے ’’رَاعِنَا‘‘[ہماری طرف متوجہ ہوں یعنی ذرا ٹھہریے کہ ہم سمجھ لیں]عبرانی زبان میں اس لفظ کے معنی شر کے ہیں، یہود اس لفظ کو بطریق استہزاء استعمال کرتے تھے اور تعریض واشارہ اسی معنی کی طرف کیا کرتے تھے، چوں کہ ’’رَاعِنَا‘‘ کا التباس[یکسانیت کی وجہ سے شبہ پڑنا] عبرانی لفظ سے ہوتا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تعلیم دی کہ تم بجائے ’’رَاعِنَا‘‘ کے ’’انْظُرْنَا‘‘[ہم پر نظر رکھیں] استعمال کیا کرو، جس کے معنی وہی ہیں جو ’’رَاعِنَا‘‘ کے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تلبیس[فریب] کا احتمال نہیں اور تم بغور سنا کروتا کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ یہود جو اس طرح تعریض واستہزاء کرتے ہیں اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

**فائدہ:** اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارکہ میں ایسے الفاظ محتملہ استعمال نہیں کرنے چاہئیں کہ جن میں تعریض ہواور تنقیصِ شان کا وہم ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ اَمر بھی ہے کہ آپ کی اولادِ طیبہ اور ازواجِ مطہرات کی تعظیم وتکریم اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابِ کرام کی تعظیم وتوقیر کرنا؛ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہے۔ صحابۂ کرام کے درمیان جو اختلافات ومشاجرات[تنازع]وقوع میں آئے اُن کی تاویلِ نیک کرنی چاہیے؛ وہ مجتہد تھے، جو کچھ انہوں نے کیا از روئے اجتہاد وخلوص کیا، وہ کسی طرح موردِ طعن نہیں ہیں[رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین]-تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

ترسم آں قوم کہ بر دردکشاں مے خندند     در سرِ کار خرابات کنند ایماں را

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ’’شفا شریف‘‘ میں فرماتے ہیں کہ: وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے، اُن کی تعظیم وتکریم کرنا اور حرمین شریفین میں



آپ کے مشاہد ومساکن کی تعظیم کرنا اور آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوا یا آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں، ان سب کا اکرام کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تعظیم وتکریم میں ہے۔

[الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ وبرہ،فصل ومن اعظامہ -الخ،الجزء الثانی، الصفحۃ ۳۶،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ایک اَمر یہ ہے کہ: آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی جائے۔ حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لیے غسل کرنا اور خوش بو لگانا مستحب ہے۔ جب حدیث شریف پڑھی جائے تو اپنی آواز کو بلند نہیں کرنا چاہیے بلکہ دھیمی آواز کردینی چاہیے، جیسا کہ حیات شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تکلم کے وقت ہوا کرتا تھا اور مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پڑھی جائے۔ حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے وقت کسی کی تعظیم کے لیے اُٹھنا مکروہ ہے۔

جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس طلبِ علم کے لیے آتے تو خادمہ دولت خانے سے نکل کر اُن سے دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لیے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لیے۔ اگر وہ کہتے مسائل کے لیے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً نکل آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لیے آئے ہیں تو حضرت امام مالک غسل کرکے خوش بو لگاتے، پھر لباس تبدیل کرکے نکلتے۔ آپ کے لیے ایک تخت بچھایا جاتا، جس پر بیٹھ کر آپ روایتِ حدیث کرتے۔ اَثنائے روایت میں مجلس میں عُود سلگایا جاتا۔ یہ تخت صرف روایتِ حدیث کے لیے رکھا ہوا تھا۔

[الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ وبرہ،فصل فی سیرۃ السلف فی تعظیم روایۃ حدیث رسول اللہ ﷺ وسنتہ،الجزء الثانی،الصفحۃ ۲۹،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

**قاعدہ:** عشقِ رسول جسے حدیث شریف میں ’حب‘ سے تعبیر کیا گیا ہے وہ دولت ہے کہ اس کے بغیر ایمان بے جسم وبے جان ہے، اور یہ دولت منافق کو نصیب نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ عاشق ہی کو ادب نصیب ہوتا ہے؛ بے ادب کا دوسرا نام منافق ہے۔ فقیر نے عشق وادب تو مفصل عرض کردیا ہے۔ یاد رہے کہ ادب کو تعظیم وتوقیر لازم ہے، جس مذہب میں ’تعظیم‘ ہی ’شرک‘ ہو تو -اُس

بُرے مذہب پر لعنت کیجیے-بعض لوگ توحید کے نشے میں انبیا و اولیا کے اکثر امورِ تعظیمی کو شرک کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔فقیر یہاں تعظیم کی تحقیق عرض کرتا ہے تاکہ۔توحیدیوں کے فتوائے شرک۔سے بچاؤ ہوسکے۔

**شرعی ولغوی معنی:** تعظیم کے معنی ہیں قول یا فعل سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا۔ ہر چھوٹا جو واقعی اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے وہ اپنے بڑے کی تعظیم کرتا ہے اور ہر لحاظ سے اس کی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ شاگرد اپنے اُستاد کی، مرید اپنے پیر کی، اولاد اپنے ماں باپ کی اور نوکر اپنے مالک کی، یہاں تک کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو یہی تعلیم دی، چنانچہ فرمایا:

”لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا۔“

[سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الصبیان، حدیث ١٩١٩، الصفحة ٤٣٨، مکتبة المعارف الریاض]

جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم وتوقیر نہ کرے وہ ہمارے راستے پر نہیں ہے۔

**فائدہ:** اس سے ثابت ہوا کہ تعظیم وتوقیر عین اسلام ہے اور اس سے محرومی ابلیسی گھمنڈ ہے، کہ وہ بھی تعظیمِ آدم علیہ السلام کے انکار سے مارا گیا، چنانچہ اصول کی مشہور کتاب ”نورالانوار“ میں ہے کہ:

**”فسجد“ ظاهر فی سجود الملائکة نص فی تعظیم آدم علیه السلام.**

[نورالانوار شرح رسالة المنار، بیان التقسیم الثانی أی تقسیم اللفظ باعتبار ظهور المعنی عنه وخفائه، المثال للظاهر والنص، الجزء الاول، الصفحة ٢٤١، مکتبة البشری کراتشی باکستان]

لفظ ”فسجد“ ملائکہ کے سجدہ کرنے کے بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں نص ہے۔

**تعظیم کی اقسام:** تعظیم کے چار درجات ہیں:

[١] سجدہ عبادت کے طور پر تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، کسی غیر کو سجدۂ عبادت کفر ہے۔سجدۂ تعظیم حرام ہے، یہی اہلِ سنّت کا مذہب ہے۔اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث



بریلوی قدس سرہٗ کی اس پر ضخیم تصنیف ”الزبدة الزکیة لتحریم سجود التحیة“ [سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن] موجود ہے، ان کے فیض سے فقیر کا رسالہ ”حرمت سجدۂ تعظیم“ بھی ہے۔

[٢] رکوع یعنی بقدرِ رکوع جھک کر کسی کی تعظیم کرنا یہ بھی ہماری شریعت میں منع ہے۔فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

”الانْحِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ أو لِغَیْرِهٖ مَکْرُوْهٌ لِأَنَّهٗ یُشْبِهُ فِعْلَ الْمَجُوْسِ.“

[الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة وهو مشتمل علی ثلاثین باباً، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاة الملوک والتواضع لهم-الخ، الجزء الخامس، الصفحة ٤٤٩، دارالکتب العلمیة بیروت]

بادشاہ ہو یا کوئی دوسرا اس کے لیے بقدرِ رکوع جھکنا منع ہے کہ یہ آتش پرستوں کے فعل کے مشابہ ہے۔اور شامی میں ہے:

”أَنَّهٗ یُکْرَهُ الِانْحِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ وَغَیْرِهٖ.“

[ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیره، الجزء التاسع، الصفحة ٥٥١، دارعالم الکتب الریاض]

بادشاہ ہو چاہے کوئی دوسرا ہو، اس کے لیے بقدرِ رکوع جھکنا منع ہے۔

[٣] کسی کی تعظیم کے لیے دوزانو بیٹھنا۔

[٤] کسی کی تعظیم کے لیے قیام [کھڑا ہو جانا]

یہی [آخر الذکر] اہلِ سنّت کے عوام وخواص میں معمول ورائج ہیں۔اسی میں اختلاف بپا ہے، اہلِ سنّت کے نزدیک عین اسلام ہے؛ توحیدیوں کے نزدیک شرک اور اس غلطی کی بنیاد ابلیس نے رکھی، جسے اللہ تعالیٰ نے تا قیامت ملعون، مردود وغیرہ ٹھہرایا۔اس نے بھی قسم کھائی تھی کہ وہ بنو آدم میں اپنے ہمجولی بنائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں انہیں تیرے ساتھ جہنم میں ڈالوں گا۔

**اختیار بدست مختار:** فقیر اُویسی۔تعظیم وتوقیر کے اسلامی منشور کے دلائل دیتا ہے، ناظرین دورِ حاضرہ میں تعظیم وتوقیرِ انبیا و اولیا بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جس گروہ کو کوتاہ دیکھیں؛ بلکہ شرک، حرام، بدعت کے فتاویٰ جڑتے دیکھیں ان سے دور رہیں،

ورنہ پھر آخرت میں ان کے ساتھ ابلیس کی رفاقت نصیب ہوگی۔ ابھی سے سنبھل جائیں، فقیر کا کام ہے دلائل سے سمجھانا۔ آگے اختیار بدست مختار۔

## نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر

فقیر نے چند آیات اور احادیث مبارکہ اور معمولاتِ صحابہ تفصیل سے [رسول اکرم اور ادبِ صحابہ] کے مقدمہ میں عرض کر دیا ہے، چند مزید دلائل حاضر ہیں......قرآن مجید میں ہے:

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ [پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۲]

اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ [ترجمہ کنزالایمان]

**فائدہ:** اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ: جس کے دل میں تقویٰ اور پرہیزگاری ہوگی وہ شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا، اور شعائر اللہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیاں۔

[تفسیر الجلالین حاشیة الصاوی، الجزء الثالث، الصفحة ۹۵، مکتبه و مطبعه مصطفی البابی الحلبی بمصر]

اس آیت مبارکہ میں اس بات کی جانب بھی واضح اشارہ ہے کہ جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا انکار کرتے ہیں وہ اگر چہ بہ ظاہر اچھے نظر آتے ہوں گے لیکن ان کے قلوب تقویٰ اور پرہیزگاری سے خالی ہیں۔

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط [پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۰]

اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔ [ترجمہ کنزالایمان]

"حُرُمٰتِ اللّٰهِ" سے مراد وہ چیزیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک محترم ہیں اور نبی ساری مخلوقات میں خداوند قدوس کے نزدیک سب سے زیادہ محترم ہوتا ہے؛ لہٰذا آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو مسلمان نبی کی تعظیم کرے گا اور ان کا ادب بجالائے گا تو وہ کافر و مشرک نہیں ہوجائے گا بلکہ وہ اس کے لیے بہتر ہے۔

**نکتہ:** اللہ تعالیٰ نے جن آیات میں تعظیم کا طریقہ بیان کرنے کے لیے ایمان والوں کو مخاطب فرمایا؛ آیتوں میں حکم بیان کرنے سے پہلے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" فرمایا۔ اس لیے کہ جو ایمان والے ہیں وہی تعظیم نبی کو تسلیم کرتے ہیں لہٰذا وہی تعظیم کا طریقہ بتائے جانے کے بھی مستحق ہیں اور



جو ایمان والے نہیں ہیں ان سے تعظیم نبی کا طریقہ بیان کرنا بے کار ہے؛ کہ وہ تعظیم نبی کے قائل ہی نہیں ہیں، جیسے کہ غیر مسلم کو نماز پڑھنے کا ڈھنگ سکھانا بے سود ہے کہ وہ نماز کو مانتا ہی نہیں ہے۔

**انتباہ:** توحیدی برادری اور انہیں نیک سمجھنے والے یعنی صلح کلی طریقہ والوں کے لیے یہ کافی سامانِ عبرت ہے۔

**تجربہ شاہد ہے:** ہم نے تجربہ کیا ہے کہ توحیدی برادری کو تعظیمی امور میں شرک اور بدعت کا ہیضہ صرف حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیا و اولیا کے متعلق ہوتا ہے؛ ورنہ اور بھی دوسرے امور میں بعض امور کی تعظیم فرض، بعض کو واجب، بعض کو سنت، بعض مستحب، بعض کو مباح ماننے میں ہمارے ساتھ ہیں۔ چند امور بلا ترتیب وتصریح احکام فرض وغیرہ ملاحظہ ہو۔

**تعظیم وادبِ والدین:** اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم] نے تو والدین کی تعظیم کی بہت سخت تاکید فرمائی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی عبادت کے بعد "بِالْوَالِدَیْنِ" کا حکم فرمایا ہے۔

**تعظیم وادبِ کعبہ:** یہ ایک مکان ہے جو شہر مکہ کے پتھروں سے تیار کیا گیا ہے، لیکن اس کی تعظیم و ادب ایسا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے احکام اس سے وابستہ فرمائے ہیں، مثلاً: سجدہ باری تعالیٰ کو کرو تو اس کمرہ کو مسجود الیہ بنایا جائے، دور والے اس کی سمت کی طرف منہ کرکے سجدہ کریں، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اس کے گرد چکر لگائیں، اس کے بغلی پتھر حجر اسود کو چومیں وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح "میلاد" میں نئے کپڑے پہننا، خوشی ظاہر کرنا، گھروں کو آراستہ کرنا، چراغاں کرنا، سڑکوں اور گلیوں کو قمقموں سے سجانا، سڑکوں پر گیٹ بنانا، نعروں کے ساتھ جلوس نکالنا اور میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا جواز قرآن وحدیث اور صحابۂ کرام وائمہ عظام کے قول وفعل سے ثابت ہے، اور جب دیوبند کا صد سالہ جشن منانا جائز ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منانا بدرجۂ اولیٰ جائز ہے؛ لیکن یہ ساری بات عقیدت پر ہے، کسی کو عقیدت دیوبند سے ہے تو کسی کو عقیدت عالم کے مقتدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

**منقش مصلیٰ کا عرف:** جس مصلیٰ میں کعبہ معظّمہ یا گنبد خضرا کا نقش ہو اس پر نماز پڑھنا ان کی

بے ادبی نہیں اس لیے کہ یہ ہمارے عرف میں توہین نہیں، بشرطے کہ سجدہ کی جگہ میں ہوں پیروں کی طرف نہ ہوں، اس لیے کہ سجدہ کی جگہ مقامِ تعظیم ہے اور پیروں کی جگہ مقامِ توہین۔

**دیوبندی بریلوی کے اختلاف کا انکشاف:** ان دونوں مکاتبِ فکر کے اختلاف کے اکثر مسائل کا حل یہی عرف ہے۔ فضلائے دیوبند بہت سے مسائل وعقائد اپنے عرف کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اطلاق کر جاتے ہیں جو کہ وہ شریعت کے عرف میں گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے جس کا نتیجہ -خروج از اسلام- اور -کفر وارتداد- تک پہنچتا ہے۔ ایسے ہی -مودودی- اور -غیر مقلدین- ودیگر- گستاخ فرقوں- کا حال ہے مثلاً:

☆ مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو گدھوں، چوپایوں، پاگلوں سے تشبیہ دے دی۔ [حفظ الایمان، ص ۸]

☆ مودودی نے موسیٰ علیہ السلام کو ''ملنگ'' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''عرب کا چرواہا'' کہہ دیا۔ وغیرہ وغیرہ [کتاب پردہ]

اس مسئلہ کو مزید تحقیق سے سمجھنے کے لیے غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''الحق المبین'' یا ان کے فیض وبرکت سے فقیر کی کتاب ''دیوبندی بریلوی'' کا مطالعہ کیجیے۔

**قیامِ تعظیمی:** اس نام سے اسی موضوع پر فقیر کا رسالہ مطبوعہ ہے، اس کا مطالعہ کیجیے۔

یاد رہے کہ قیامِ تعظیمی بعض صورتوں میں فرض وواجب ہے، بعض صورتوں میں سنّت ومستحب اور بعض صورتوں میں جائز ومستحسن۔ اس لیے کہ کسی شخص کے حکم پر عمل کرنا بھی اس کی تعظیم ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا کبھی فرض وواجب، کبھی سنت ومستحب اور کبھی جائز ومستحسن ہے، جیسا کہ اپنے مقام پر اُصولِ فقہ کی کتابوں میں ثابت ہے۔

صحابۂ کرام، ائمہ عظام، علمائے اسلام اور ہر خاص وعام نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے حق کو حتی الامکان ہر طرح ادا کیا؛ اور آج بھی محبت والے جہاں تک ہوسکتا ہے ان کی تعظیم کا حق ادا کر رہے ہیں، مگر اس زمانہ کے کچھ نئے فرقے نکلے ہیں، جن کا مذہب ہے- رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت گھٹانا۔ وہ ہر اس تعظیم کی مخالفت کرتے اور شرک وکفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جس کا حکم انہیں قرآن وحدیث میں صراحۃً نہیں



ملتا ہے۔ صرف وہی پرانا راگ اَلاپا جا رہا ہے کہ یہ -شرک- ہے -بدعت- ہے، حرام ہے، ناجائز ہے- وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل تو فقیر نے رسالہ مذکورہ میں لکھ دی ہے چند حوالے اسی کتاب میں آئیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

**ادب کا انعام:** اہلِ مدینہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سنا کہ آپ کو اور آپ کے نام لیواؤں کو لوگ تکلیفیں پہنچاتے ہیں تو وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ لے جانے کے لیے حاضر ہوئے، تو انہیں حضرت عباس [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] نے فرمایا: اے گروہِ خزرج! تم جانتے ہو کہ حضرت محمد [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم] ہم میں بڑی عزت اور مرتبہ کے شخص ہیں، باوجود اس کے کہ یہ تمہارے ساتھ جانا چاہتے ہیں اگر تم لوگ ان کی مدد کے لیے مستعد ہو اور دُشمنوں سے محفوظ رکھ سکتے ہو تو لے جاؤ ورنہ یہیں چھوڑ جاؤ۔

**فائدہ:** حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، کیوں کہ آپ کا اسلام لانا غزوۂ بدر کے بعد ہے۔ اُس وقت اُنہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب ومحبت محض رشتے داری کی وجہ سے تھا، لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں اس کے انعام میں دولتِ ایمان نصیب ہوئی۔ یہی فقیر کے بتائے ہوئے قاعدہ کی ایک مثال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعامات کا کوئی شمار نہیں۔ اسلام کے بعد کے انعامات ظاہر ہیں، کفر والوں کی چند مثالیں عرض کردوں:

[۱] سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کافر جادوگروں نے ادب کیا تو ایمان سے نوازے گئے۔

[۲] ابولہب نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت لونڈی آزاد کی تو اس میں بھی ادب کارفرما تھا، اسے دولت اسلام نصیب نہ ہوئی لیکن مرنے کے بعد عذاب میں تخفیف پائی۔

[۳] حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب کیا تو اسلام سے نوازے گئے۔

[۴] حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ابھی آپ نے پڑھا۔

**انتباہ:** یہ ادب نادانستہ اور محض رسماً یا تعلق رشتے داری کی وجہ سے تھا تو اتنا بڑا انعام پایا۔ ہم اہلِ سنّت الحمدللہ! عمداً اور اسلام وعبادت سمجھ کر اور حکم خداوندی بجالا کر ادب اور تعظیم وتوقیر کرتے ہیں تو دُنیا میں بھی ہم انعامات سے نوازے جا رہے ہیں، اور قیامت میں تو انعاماتِ خداوندی حساب سے باہر ہوں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

☆☆☆